# 104030 ـ حفظ كے انعامى مقابلہ ميں شريك ہونے كے ليے كتاب يا كيسٹ خريدنا

**سوال**

ہم نے عورتوں كے ليے انعامى مقابلے كا انعقاد كيا ہے اور سوالات كتاب اور كيسٹ ميں سے ركھے ہيں، اگر ہم اس كى كيسٹ اور كتاب مفت تقسيم كريں تو اس كا حكم كيا ہو گا ؟
اور اگر ہم مقابلہ ميں شريك ہونے والوں سے كہيں كہ وہ كتاب اور كيسٹ ہم سے يا بازار سے خريد ليں تو پھر حكم كيا ہو گا ؟

**پسنديدہ جواب**

الحمد للہ.

اگر تو انعامى مقابلہ ميں طلب علم اور شرعى احكام كى معرفت يا پھر قرآن مجيد يا حديث ياد كرنے كے ليے مدت مقرر كى گئى ہو تو اس ميں شركت كرنے والے كے ليے مال خرچ كرنے ميں كوئى حرج نہيں، چنانچہ وہ انعامى مقابلہ كى كيسٹ يا كتاب دوكانوں سے بھى خريد سكتا ہے، يا جس ادارے نے مقابلے كا انعقاد كيا ہے اس سے بھى خريدى جا سكتى ہے.

اصل يہى ہے كہ مقابلوں ميں مال خرچ كرنا جائز نہيں صرف انہيں مقابلوں ميں مال صرف كيا جا سكتا ہے جسے حديث ميں بيان كيا گيا ہے:

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" تير اندازى، يا اونٹ يا گھوڑے كے مقابلہ كے علاوہ كسى ميں بھى معاوضہ اور انعامى مقابلہ نہيں "

سنن ترمذى حديث نمبر ( 1700 ) سنن ابو داود حديث نمبر ( 2574 ) سنن نسائى حديث نمبر ( 3586 ) سنن ابن ماجہ حديث نمبر ( 2878 ) علامہ البانى رحمہ اللہ نے اس حديث كو صحيح ترمذى ميں صحيح قرار ديا ہے.

السبق: اس مال كو كہتے ہيں جو دوڑ ميں خرچ كيا جاتا ہے.

النصل: تير اندازى.

الخف: اونٹ.

الحافز: گھوڑا.

لیکن بعض علماء کرام نے اس کے ساتھ ان اشیاء کو بھی ملحق کیا ہے جو اس کے معنی میں ہوں اور ان سے جھاد فی سبیل اللہ، اور دین کی نصرت و معاونت میں مدد لی جاتی ہو، مثلا گدھوں اور خچروں کی دوڑ، اور اسی طرح دینی اور فقھی، اور قرآن مجید اور حدیث شریف حفظ کرنے کے مقابلے منعقد کرانا، یہ جائز ہیں، اور ان میں عوض خرچ کرنا جائز ہے.

ان مقابلوں میں کسی ایك طرف یا دونوں طرفوں یا کسی تیسری طرف سے عوض خرچ کرنا جائز ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" کیا قرآن مجید اور حدیث شریف اور فقہ وغیرہ دوسرے نفع مند علم حفظ کرانے کے مقابلے عوض کے ساتھ منعقد کرانا جائز ہیں ؟

امام مالك اور امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اصحاب نے اس سے منع کیا ہے، اور ابو حنیفہ کےاصحاب اور ہمارے استاد نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور ابن عبد البر نے امام شافعی سے یہ بیان بھی کیا ہے، اور یہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنے، اور کشتی کرنے، اور تیراکی سے زیادہ اولی ہے، تو جس نے ان پر عوض کے ساتھ مقابلہ کرانا جائز قرار دیا ہے تو پھر علم پر تو بالاولی جائز ہو گا، اور یہ بالکل ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی شرط جیسی صورت ہی ہے جو انہوں نے قریش کے کفار کے ساتھ رکھی تھی، کہ میں جو تمہیں بتا رہا ہوں وہ صحیح اور ثابت ہو گی.

اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ اس کے منسوخ ہونے پر کوئی شرعی دلیل ثابت نہیں، اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے جوا اور قمار بازی حرام ہونے کے بعد یہ شرط لگائی تھی، اور دین حجت اور جھاد کے ساتھ قائم ہے، تو جب آلات جھاد پر شرط لگانا جائز ہے تو پھر علم پر بالاولی جائز ہو گی، اور راجح قول بھی یہی ہے " انتہی.

دیکھیں: الفروسیۃ صفحہ نمبر ( 318 ).

اور ایك دوسری جگہ پر لکھتے ہیں:

" ان کا کہنا ہے: جب شارع نے تیراندازی اور گھوڑے اور اونٹوں کی دوڑ میں شرط لگانا اور انعام رکھنا جائز قرار دیا ہے کیونکہ اس میں گھڑ سواری کی تربیت اور جھاد کے لیے قوت تیار کرنے پر ابھارنا ہے، تو اس کے جواز سے علم و حجت جس سے دل کھلتے ہیں اور اسلام کو عزت حاصل ہوتی ہے اور اس کے شعار اور اسلامی تعلیمات کا اظہار ہوتا ہے کے مقابلے کروانا زیادہ اولی اور زیادہ لائق ہے.

اور امام ابو حنیفہ کے اصحاب اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسی کےقائل ہیں " انتہی.

دیکھیں: الفروسیة ( 97 ).

اس لیے اگر یہ مقابلہ ایسا ہے جس کے ذریعہ تعلیم و تعلم اور بحث اور دین کی نصرت اور دین کے کلمہ کو بلند کرنے میں معاونت ہوتی ہے، تو ایسے مقابلے منعقد کرانے میں کوئی حرج نہیں، اور اس پر انعام بھی رکھنے جائز ہیں اور اس مقابلے میں شریك ہونے والے کے لیے مقابلے کی کیسٹ اور کتاب وغیرہ وغیرہ خریدنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے.

واللہ اعلم .